السر المکتوم فی اسباب تدوین العلوم [1]

ترجمہ مولانا ابویحییٰ امام خاں صاحب

اب رہے علوم حکمیہ، سو اُن کی اصل یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد زمین میں پھیلی۔ وہ اس کے اطراف و جوانب میں آباد ہوئی اور اس کے گروہ در گروہ ہو گئے۔ چنانچہ ہر ملک میں لوگوں کی ایک کثیر جماعت جمع ہو گئی اور ذہانت، تجربہ اور ان امور کی معرفت میں مشغول ہونے کی وجہ سے جنہیں احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے، بہت سے اتفاقات کے باوجود ان میں اختلافات ضروری ہو گیا اب ضرورت پیش آئی کہ تدبیر منزل اور سیاست مدنیہ کے فنون اور اچھے اخلاق کو بُرے اخلاق سے پہچاننے کے متعلق ان کی روایات اور نکتوں کو نقل کیا جائے اسی طرح طب، دواؤں اور بیماریوں کی معرفت اور ستاروں کہانت، قیافہ اور حساب کو جاننے نیز بدنی اور نفسیاتی ریاضتوں کے ذریعہ تہذیب نفس کے طریقوں کی معرفت سے متعلق امور نقل ہوں۔

اب ان لوگوں میں جو بھی صنعتیں وجود میں آئیں، وہ ان کے باہم متفق ہونے اور خوب سے خوب تر کی تلاش کی وجہ سے تھیں۔ چنانچہ لوگوں میں سے کسی قدیم اور جدید گروہ کو تم ایسا نہیں دیکھو گے کہ ان فنون میں سے کسی نہ کسی سے اسے لگاؤ نہ ہو۔ بلکہ وہ سرزمین جہاں کے باشندے خلافت اور بادشاہت کے وارث ہوئے اور اُن میں اِن علوم کے حصول اور ان کی معرفت میں مقابلے کی رسم چل پڑی، اُن کی اِن امور میں معرفت دوسروں سے زیادہ تھی۔ خلافت اور بادشاہت کا دور دورہ فریدوں کے زمانے

---

[1] شاہ ولی اللہ صاحب کے اس عربی رسالے کے اردو ترجمے کی پہلی قسط جون کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔ (مدیر)

سے ہمارے نبی علیہ السلام کے زمانے تک فارس اور روم میں رہا۔ اسی لئے وہاں کے حکماء کو ان امور میں بہت زیادہ رغبت تھی۔

اتفاق سے اسکندر سے تین سو سال کے لگ بھگ پہلے اقلیم یونان میں ذہین، طلب علم کی شقتوں پر صبر کرنے والے اور معرفت امور میں ایک دوسرے سے بڑھ کر رغبت کرنے والے لوگ تھے وہ ان علوم و فنون میں بہت زیادہ گہرے گئے۔ چنانچہ طب میں انہماک انہیں معدنی، نباتی اور حیوانی دواؤں، ان کے خواص اور ان کے طبیعی افعال کی تلاش و تفحص اور ابدانِ موالید[1] کی طبیعتِ مدبرہ[2] اور یہ طبیعت مدبرہ جس طرح ابدان میں غذا پہنچانے اور نشو و نما دینے وغیرہ کا کام کرتی ہے، اس کی کیفیت میں بحث و نظر کی طرف لے گیا۔ اس سے وہ کائنات فضائی و معدنی وغیرہ کے بہت سے اسباب کی ٹوہ میں لگ گئے اور اس ضمن میں انہیں بہت سی حکایتیں اور نکتے ملے۔ جنہیں ذہین لوگوں نے لے لیا، اور جہاں تک بن پڑا انہیں رسالوں میں ضبط کر لیا۔

اسی طرح ستاروں کا علم انہیں ستاروں کی حرکات کی تحقیق کی طرف لے گیا، اور چونکہ ہندسی اور حسابی قواعد کے بغیر انہیں دائرہ ضبط میں نہیں لایا جا سکتا تھا، اس لئے انہوں نے یہ قواعد بھی مرتب کئے تاکہ اس طرح وہ ستاروں کی تحقیق کر سکیں غرض ان کے غور و فکر کا سلسلہ برابر جاری رہا، یہاں تک کہ ہیئت ہندسہ اور حساب نے مستقل فنون کی شکل اختیار کر لی۔

اسی طرح نفسانی ریاضتیں جو پیش رو انبیا سے ماخوذ تھیں، انہیں ان ریاضتوں کے ثمرات کے ادراک کی طرف لے گئیں اور پھر یہ ادراک باعث بنا دنیا سے علیحدگی، تجرد اور انسلاخ کا اور یہ انہیں معارفِ وجدانیہ کی طرف لے گیا۔ چنانچہ انہوں نے ان سب کے متعلق گفت گو کی اور ان پر رسالے لکھے، جن میں سے اکثر رمزوں اور اشاروں میں ہیں۔ پھر بعد کے زمانے والوں نے ان فنون میں دلچسپی لی اور ان میں بحثیں کرنے لگے اور یہ مباحثے انہیں تحدید، استدلال، جدل اور کثرتِ ردّ و منع کی طرف لے گئے پھر ارسطا طالیس پیدا ہوا۔ وہ صحیح فکر اور تیز ذہن والا تھا۔ شور و شغب اور جھگڑے اور جدل

---

[1] جمادات، نباتات اور حیوانات موالیدِ ثلاثہ کہلاتے ہیں۔

[2] ان موالید میں تصرف کرنے والی طبیعت کو طبیعت مدبرہ کا نام دیا جاتا ہے۔

کے بجائے انصاف اور تحقیق کو عزیز رکھتا تھا۔ اس نے دیکھا جب تک حدّ اوسط برہان کے مباحث کی تنقیح اور برہانی[1] سے جدل و شعر کی تمیز نہ ہو، علوم میں صائب نظر پیدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس نے اس بارے میں نہایت صاف و مفید گفت گو کی جسے عقلوں نے فوراً قبول کر لیا۔ ارسطا طالیس کا یہ کارنامہ خلیل سے جس نے علم عروض کا استنباط کیا، ملتا ہے۔ غرض ارسطا طالیس نے علم الطبیعۃ سے اوپر کے تین علوم اخذ کئے۔ اس میں اس جیسی اور چیزیں شامل کیں اور ان سب کو بڑی اچھی طرح سے بیان کیا۔ اس نے اشراقیین[2] کے رسالوں میں غیر مربوط کلام دیکھا کہ اس میں سے کہیں کہیں تناقض، تعقید اور اضطراب ہے، جس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ اس میں حدّ اوسط برہان کے مباحث کی رعایت نہیں رکھی گئی۔ گویا ان مسائل میں غور و خوض نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ارسطا طالیس نے اسے بڑے صاف اور مختصر طریقے سے بیان کیا۔

---

[1] شعری مقدمات، وہ مقدمات جن سے طبیعت میں انقباض پیدا ہو۔

برہان باصطلاحِ منطقیین عبارت است از قیاسے کہ مرکب باشد از مقدمات یقینی و آں دو قسم است۔ یکے لِمّی۔ و لِمّی آنست کہ حدّ اوسط دروں علتِ حکم بود در ذہن و نفس الامر۔ چناں کہ گویند۔ ھٰذا متعفن الاخلاط و کُلّ متعفن الاخلاط فھو محموم۔ فھذا محموم۔ پس حدّ اوسط کہ متعفن الاخلاط است علت است برائے حکم کردن محموم بر ھذا در ذہن و نفس الامر۔ و آں را برہان لِمّی ازاں گویند کہ دلالت می کند بر لِم و علتِ حکم در نفس الامر۔ دوم اِنّی۔

[2] بالکسر۔ گروہیست از حکمائے سلف کہ از باعثِ اشراق و روشنی باطن قوّاہا کہ از کثرتِ ریاضت پیدا کردہ بودند۔ تعلیم و تعلّم بمکاشفہ و مراقبہ می کردند و حاجتِ برفتن پیش یک دیگر نداشتند بخلاف حکمائے مشائین کہ ایشاں نزدیک یک دیگر رفتہ، مقدمات در یافت می ساختند، چنانچہ افلاطون و بقراط وغیرہ از زمرۂ اشراقین بودند۔

اگر اسکندر نہ ہوتا، تو نہ ارسطا طالیس یہ کتابیں تصنیف کرتا اور نہ لوگ ہی اس کی کتابوں کی طرف اتنا زیادہ رجوع کرتے۔ باقی رہا بطلیموس، تو وہ علم ہیئت اور نجوم میں بڑا ماہر تھا۔ اور ان فنون میں اسکی بڑی اچھی کتابیں ہیں۔ اقلیدس وہ تھا جس نے اپنے زمانے کے ایک بادشاہ کے لئے اصول ہندسہ پر کتاب لکھی۔ بقراط طب میں بڑا ماہر تھا۔ اور اس موضوع پر اس نے کتاب تصنیف کی اس کے بعد جالینوس آیا۔ اس نے علم طب کی تنقیح کی اور اسے اتمام کو پہنچایا۔ دور جاہلیت تو ختم ہوگیا لیکن ان کی یہ کتابیں اور رسالے رہے لوگ انہیں پڑھتے پڑھاتے تھے اور ان کے مصنفین کی عزت و تکریم کرتے اور ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر بحثیں کرتے تھے۔

موسیقی کی نسبت میرا خیال یہ ہے کہ وہ علوم کے بجائے صناعات میں سے تھی، لیکن ایک جماعت نے دیکھا کہ اس کے منتشر مسائل کی وجہ سے اس کی تعلیم ایسی صورت میں آسان ہو سکتی ہے کہ وہ ایک رسالے میں مدون ہو، چنانچہ انہیں اس فن میں کتابوں اور رسالوں کو تصنیف کرنے کی ضرورت پڑی پھر حکماء کی ایک جماعت آئی۔ اور اس نے اس بارے میں بحث کی کہ بعض نغمات سے تو نفس کو لذت ملتی ہے اور بعض سے نہیں۔ ان کی یہ بحث حکمت کی قبیل سے تھی چنانچہ اس طرح موسیقی کو اصطلاحاً علوم حکمیہ میں داخل کیا گیا۔

پھر جب اسلام آیا اور حنینؒ[1] نے کتب فلسفہ کو یونانی سے عربی میں منتقل کیا، تو

---

[1] حنین بن اسحٰق عبادی۔ یہ اپنے عہد کا بڑا صاحب کمال نصرانی طبیب تھا۔ اس کو یونانی سریانی، اور عربی تینوں زبانوں میں کامل دستگاہ تھی۔ اس نے یونانی کتابوں کے بکثرت عربی اور سریانی میں تراجم کئے، اس کی تالیفات و تراجم بے شمار ہیں۔

ملا کاتب چلپی لکھتے ہیں کہ جب خلافت مامون کے پاس آئی تو اس نے اپنے دادا ابو جعفر منصور کے کام کو تکمیل تک پہنچایا۔ اور علوم و فنون کو ان کے مرکزوں اور معدنوں سے نکالنے کی طرف متوجہ ہوا۔ سلاطین روم سے فلسفہ کی کتابیں مانگ بھیجیں چنانچہ ان لوگوں نے افلاطون، ارسطو، بقراط، جالینوس، اقلیدس اور بطلیموس وغیرہ کی کتابیں بھیجیں اور مامون نے ماہر مترجمین سے ان کا ترجمہ کرا کے لوگوں کو ان کی تعلیم کی (باقی حاشیہ صفحہ ۹ پر)

مسلمان ان کے مطالعہ میں لگ گئے۔ اس کے بعد بوعلی[2] آئے، اور وہ بھی اسی نہج پر چلے ان دونوں نے ایسی باتیں بیان کیں جو متشابہ تھیں اس طرح سے جس سے کہ دونوں فریق راضی نہ ہوں ان میں سے بعض باتیں ایسی تھیں جن کے بارے میں یہ دونوں اس اصل مصلحت کو ہی نہیں سمجھے، جو شارع کے مقصود تھی اور نہ وہ کلام کا جو اصل مقصد تھا، اسے سمجھے پس جو کچھ ان کی سمجھ میں آیا، وہ انہوں نے بیان کردیا۔ جہاں تک بوعلی کا تعلق ہے اس نے ان لوگوں کے علوم پر کتابیں لکھیں۔ اور اپنی تصنیف کتاب "الشفا" میں ان علوم کو بڑی اچھی طرح مرتب کیا۔ اس نے حکمت نظری کی چار قسمیں کیں۔ ایک منطق، جس میں نو بحثیں ہیں کلیات خمس[3]۔ معقولات عشر۔ قضایا۔ قیاس۔ مباحث حدود برہان۔ خطابت، جدل، شعر اور مغالطہ
حکمت نظری کی دوسری قسم طبیعیات ہے۔ اس کے آٹھ ابواب ہیں :۔ سماع[4] طبیعی، کون، فساد کائنات جوی، معادن، نباتات، حیوان اور نفس۔ تیسری قسم ریاضیات ہے۔ اور اس کے چار ابواب ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) ترغیب دلائی۔ اور چند دن کے اندر اندر ایک معتدبہ جماعت علوم و فنون سے آراستہ ہوگئی (تاریخ اسلام حصہ سوم۔ مرتبہ شاہ معین الدین احمد ندوی)

مامون رشید نے ۸۳۳ء میں انتقال کیا مگر حنین بن اسحٰق کا سال وفات ۸۷۷ء ہے۔ اس کا سن ولادت ۸۰۰ء کے لگ بھگ ہے (نامور مسلم سائنس داں۔ پروفیسر حمید عسکری)

۲؎ بوعلی سینا ۹۸۰ء میں پیدا ہوا۔ اس نے ایک سو سے زائد کتب تالیف کیں، جو ہر قسم کے علوم مثلاً فلسفہ، سائنس، طب، فقہ اور ادب پر مشتمل تھیں۔ لیکن جن کتابوں کے باعث اس کو اسلامی دور کے نامور سائنس دانوں کی صف میں بہت اونچی جگہ ملی، وہ ہیں ایک قانون دوسری شفا۔ شفا میں فلسفہ، طبیعیات، کیمیا، ریاضی، موسیقی اور حیاتیات (یعنی بائی آلوجی) پر مضامین ہیں .... دوسری بڑی کتاب "قانون" صحیح معنوں میں اس کی سب سے عظیم تصنیف ہے۔ یہ علم العلاج کا ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا ہے، جس میں اس نے اپنے زمانے تک کی تمام قدیم اور جدید معلومات کو نہایت قابلیت سے یک جا جمع کیا ہے۔
(نامور مسلم سائنس داں۔ پروفیسر حمید عسکری)

۳؎ جنس (حیوان) نوع (انسان)۔ فصل (ناطق) خاصا (ضاحک) عرض (ماشی) یہ کلیات خمس کہلاتے ہیں۔ ۴؎ وہ حکمت جس میں جسم طبیعی سے بحث کی جائے۔

ہئیت، حساب، ہندسہ اور موسیقی۔ چوتھی قسم الہیات ہے، اور اس کے دو باب ہیں۔ موجودات کے لئے امور عامہ کی معرفت اور باری تعالیٰ اور عقول کی معرفت' بوعلی نے اپنی کتاب کے آخر میں منزا و جزا' امور نبوت اور عبادات کے متعلق جو اسلامی شریعت ہیں، انہیں اور خانہ داری و شہریت کی سیاسیات کو بیان کیا ہے اب اگر تم ان امور میں تلاش و تفحص کرو تو دیکھو گے کہ بوعلی جب باری تعالیٰ اس کی صفات اور کلام پر بحث کرتا ہے، تو اس میں بہت زیادہ بودا پن ہے۔ اور ان مباحث میں اسکی گفت گو ظن و تخمین سے مشابہ ہے، طبیعیات میں فلسفیوں کی گفتگو کا مرجع زیادہ تر عناصر اور موالید میں جو حوادث رونما ہوتے ہیں حواس و قیاس سے ان کے اسباب بیان کرنا ہوتا ہے،

اب رہے علوم محاضرہ' یہ عبارت ہیں ان کلّی قوانین، مفید صنعتوں اور عجیب و غریب حکایات وغیرہ سے، جو اس لئے مدون کئے گئے کہ لوگوں کو ان کی ضرورت پڑتی ہے، یا لوگوں میں انکو جاننے کی رسم چلی آتی ہے۔ یا لوگوں کا ایک طبقہ انہیں یاد رکھنے کا میلان رکھتا ہے، یا اسی قسم کی کوئی اور بات ہوتی ہے۔ ان علوم کی بھی کئی قسمیں ہیں ایک قبل از وقت معرفت حاصل کرنے کے علوم اور ان کی تدوین کی وجہ یہ ہوئی کہ لوگ اپنے معاملات میں اس کے محتاج ہوتے ہیں کہ وہ فتح، شکست، بارش اور خشک سالی وغیرہ کے واقعات کو ان کے وقوع ہونے سے قبل جانیں اور اس کے لئے ستاروں' فال' کہانت، تعبیر رؤیا۔ رمل اور جفر وغیرہ سے کام لیا جاتا ہے۔ انہی علوم میں سے مزاج کو اعتدال پہ رکھنے اور بیماریوں کو دور کرنے کے علوم ہیں۔ اور ان کی طرف لوگوں کی احتیاج کسی سے مخفی نہیں۔ اور یہ ہیں علم طب، تعویذ گنڈوں کا علم، اور ان حیوانات کے علاج و معالجے کا علم جنہیں پالنے کی رسم چلی آتی ہے، جیسے کہ گھوڑے، اونٹ، گائیں، بکریاں، ہاتھی کبوتر وغیرہ ہیں۔

ان علوم میں سے یہ عجیب و غریب اور مفید صنعتیں بھی ہیں، جیسے تیر اندازی، خوش خطی، کیمیا، موسیقی، کھانا پکانا اور کاشت کاری۔ انہی علوم میں سے فنون حکمیہ ہیں اور یہ وہ نکات ہیں جن سے اخلاق فاضلہ، تدبیر منزل اور سیاست مدنیہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے قدیم حکماء کا یہ دستور تھا کہ وہ وحشی جانوروں، پرندوں اور درندوں کی زبان سے واقعی یا فرضی حکایتیں تصنیف کیا کرتے تھے ان حکایتوں میں نکتہ طرازی انہیں بہت دور تک لے گئی۔

ان علوم میں سے بادشاہوں اور رہبانوں کی تواریخ، نادر حکایتیں، ملکوں اور شہروں کے احوال

وہیئتیں اور پہاڑوں اور درختوں وغیرہ کی ہئیتیں بھی ہیں۔ انہی علوم میں سے زبانوں کا جاننا جیسے کہ ترکی عربی، فارسی اور ہندی وغیرہ ہیں اور مختلف خطوں کا جاننا ہے۔ انہی علوم میں سے لوگوں کی شعر و شاعری، اس کی نشو و نما، اشعار کے نظم کرنے اور رسائل لکھنے کی معرفت ہے، اور ان علوم میں سے قوموں کے مذاہب اور ان کی کتابوں کی روایات اور ان کے تراجم کی معرفت ہے۔

ان اوراق میں جو ہم درج کرنا چاہتے تھے، یہاں اس کا اختتام ہوتا ہے۔

وللہ الحمد اولاً و آخراً

قرآن شریف دوسری مذہبی کتابوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ وہ تمام عقائد کے بارے میں عقل کو مخاطب کرتا ہے اور خلاف و عناد کی صورت میں اسی کو حکم قرار دیتا ہے اس نے جس عقیدے کو ثابت کیا ہے یا جس کا رد کیا ہے، دلیل عقلی سے کیا ہے۔ دوسری اور کون سی کتاب ہے جس نے حدوث عالم پر اجرام سماوی کی حرکات سے دلیل پیش کی ہے۔ اس کو یاد کرو اور حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کی عبادت کرنے والوں کی رد میں اس آیت میں غور کرو " وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک ایسی ہی ہے، جیسے آدم۔ خدا نے انہیں پیدا کیا اور پھر فرمایا 'ہوجا'، تو وہ ہوگئے" یہ ان لوگوں کا جواب ہے، جو حضرت عیسیٰ کے بے باپ ہونے کو الوہیت کی دلیل ٹھہراتے تھے۔ اثبات نبوت میں اس آیت کو دیکھو" یا کہتے ہیں، وہ تو باتیں بناتا ہے؛ نہیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اچھا اگر سچے ہیں، تو ایسی ہی ایک بات وہ بھی بنا لائیں" اور یہ آیت" میں پہلے بھی تم میں ایک مدت رہ چکا ہوں، سمجھتے نہیں" اور حشر کے محال نہ ہونے کی دلیل میں یہ آیت "جس نے آسمان بنائے زمین پیدا کی۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان کے مثل پیدا کرسکے۔ بے شک وہ قادر ہے۔ بڑا پیدا کرنے والا ہے اور دانا ہے" اسی طرح کی اور آیتیں جو علم کلام کی بنیاد ہیں۔

(مولانا اصغر علی روحی از بانی الاسلام)